مولانا سید الامین انور حقانی*

آہ! میدان علم ادب کا شہسوار مولوی محمد ابراہیم فانی

1435ھ

اہل حق افرادی قوت کی کمی کے باوجود اہل باطل پر غالب رہے۔اندھیرا اپنی کثرت کے باوجود اندھیرا ہے اور روشنی قلیل ہوتی ہوئی بھی روشنی ہی ہے۔مبارک ہیں وہ ہستیاں جنہیں قدرت نے ہدایت کی نعمت سے نوازا۔ ہدایت یافتہ لوگوں کا اجتماعی مرکز حجاز مقدّس سے ہوتے ہوئے بصرہ وکوفہ رہا اور وہاں سے منتقل ہوکر ماوراء النہر جا کر بسا۔پھر کوچ کرکے برصغیر کی جانب رُخ کرکے ہندوستان کو آباد کیا۔یوں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے سلسلہ نے دیو بند کی بنیاد رکھ دی۔اسی گلستان دیو بند نے تقسیم کے بعد پاکستان آکر ''حقانیہ'' کی شکل اختیار کی۔اس گلستان کا ہر گل نرالا اور اس چمن کا ہر پھول منفرد ثابت ہوا۔تدریسی خدمات سے لیکر معرکۂ جہاد تک (تزکیہ باطن ،سلوک واحسان کی منزلیں ہوں، مدارس ومساجد میں تعلیم وتعلّم کا سلسلہ ہو، اہل باطل سے مناظرہ ومجادلہ کا موقع ہو،تحریر وتقریر کا میدان ہو، یا پھر اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے نذرانہ جان کی ضرورت ہو) ہر موڑ پر دیو بند ثانی ''حقانیہ'' کا فرزند نظر آئیگا اور اس مصرعہ کا مصداق ہوگا کہ ''ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است''

یوں یہ تمام تر سلسلہ بانی حقانیہ محدّث کبیر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کیلئے آخرت کی پونجی ہے۔اب بھی الحمدللہ یہ سلسلہ جاری ہے کہ استاد محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اپنے عظیم تر والد کے صحیح وسچے جانشین، خَلَف الرشید اور الولد سِرٌّ لِاَبیہ کے صحیح مصداق ہیں اور لائق صد آفرین ہیں کہ اس پرفتن دور میں بھی ''حقانیہ'' کی قدر ومنزلت میں اتنا اضافہ فرمایا کہ ثریا پردے مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔جملہ شعبوں کی طرح فن ادب میں وہ مقامات سکھلائے کہ الحق نے دنیا کو انگشت بدنداں کردیا۔اُستاد محترم نے ہر فن میں ایسے رجال کار تیار کئے کہ ہر علمی میدان کو سجا رہے ہیں۔

مثلاً تصنیف وتالیف ،علم وادب اور شعر وشاعری میں حضرت مولانا عبدالقیوم حقّانی صاحب،حضرت مولانا راشد الحق صاحب اور حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی صاحبؒ جیسے شخصیات کو تیار کیا۔ان حضرات نے فن علم ادب کی

---

* معاون مدیر ماہنامہ النصیحۃ، چارسدہ

خدمت کو عالم چار دانگ تک پھیلایا۔شاید حافظ شیرازیؒ نے انہی جیسے حضرات کے بارے میں فرمایا تھا:

خیال قد بلند تو میں کند دل من
تو دست کو تہ من بین و آستین دراز

سطور ذیل میں استاد محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب کا کچھ تذکرہ کیا جارہا ہے۔

خوبیاں استاد کی ہوتی کچھ یہاں پر بیاں
تا کہ اوصاف حمیدہ سب پہ ہو جائیں عیاں

حضرتؒ ایک مشفق و کامیاب مدرس تھے۔کامیاب مدرس کا ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ امکانی حد تک علم میں کمال رکھتا ہو، خصوصاً اس مضمون میں جس کے پڑھانے کی اس پر ذمہ داری ڈالی گئی ہو کیونکہ استاد کو اس مضمون میں جتنی مہارت و دسترس ہوگی اتنا ہی مفید ہوگا۔حضرتؒ سے راقم نے علم ادب کی مشہور اور مشکل ترین کتاب ''دیوان الحماسہ'' پڑھی اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا کیا۔

فانی صاحب انتہائی سریع المطالعہ و ذہین شخصیت تھے۔راقم جب حقانیہ میں درجۂ سادسہ کا طالب العلم تھا تو اس وقت ایک موضوع پر مضمون لکھا۔مضمون کو اصلاح کی خاطر حضرتؒ کے پاس لے جانا چاہا کہ اتفاقاً راستہ ہی میں ملے۔راقم نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو فرمایا کہ اس وقت تو میں بازار کسی کام سے جارہا ہوں چنانچہ بازار کی مطلوبہ خدمت راقم نے کی اور مضمون خدمت اقدس میں پیش کیا۔راقم جب بازار سے واپس ہوا تو مضمون مطالعہ کر چکے تھے۔فرمایا! بہت خوب لکھا ہے، لکھتے رہو، ساتھ ساتھ کچھ اصلاح بھی مضمون میں کی تھی۔

فانی صاحب ایک اعلیٰ قسم کے مصنف تھے۔خود راقم نے حضرتؒ ہی سے بارہا سنا، فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ مجھے قلم و قرطاس حوالہ کیا اور یہی انہی کا مرہون منت ہے۔فانی صاحبؒ نے اس عظیم خدمت کو مقصد اور بلند نصب العین جان کر پورا کیا۔

سمایا ہے جب سے تو نظروں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں اِدھر تو ہی تو ہے

فانی صاحبؒ اسی حقانیہ میں کبھی طالب العلم رہے۔فراغت کے بعد کبھی مدرس، کبھی ادیب اور کبھی شاعر سے تذکرہ آجاتا۔شعر و شاعری میں فانی صاحبؒ کو باری تعالیٰ نے ایک خاص بداہتی ملکہ سے نوازا تھا۔بیک وقت عربی، فارسی، اُردو اور مادری زبان میں شاعری کرتے تھے۔گو کہ فانی صاحبؒ کی شاعری میں سعدی شیرازی، اقبال، غالب اور رحمٰن بابا کی جگہ اگرچہ پوری نہ ہوئی مگر کمی ضرور پوری ہوئی تھی اور اب بمشکل کئی زبانوں کا شاعر موجود ہوگا۔

ساتھ ساتھ خطابت میں بھی اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ سے نوازا تھا۔ایک بار اسی حقانیہ میں طلباء نے مروجہ

تبلیغی گشت نکالا اور بیان کیلئے حضرتؒ سے وعدہ لیا۔مغرب کے بعد جب آپ بیان کیلئے کھڑے ہوئے تو خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا!

میرے چند اشعار ہیں وہ سنائے دیتا ہوں۔اشعار سُنانے کے بعد فرمایا کہ طلباء وعلماء سے بیان کرنا اکوڑہ کے باغبان پر سبزی فروشی ہے تاہم طلباء کا اصرار ہے اس لئے چند کلمات بیان کرنا چاہتا ہوں اور پھر تقویٰ کی موضوع پر نہایت ہی شیرین بیان فرمایا:

فانی صاحبؒ ادبی ذوق و تدریسی خدمات کیساتھ ساتھ ملنساری کے پیکر تھے۔اتنے بڑے اسکالر کوئی قسم کی مراعات کی پیشکش کیوں نہ ہوئی ہوگی مگر فانی صاحبؒ نے فانی زندگی کو خاک پر بیٹھنے والے طلباء اور حقانیہ کیلئے قربان کر دیا۔بڑے بڑے عہدوں اور زمانے کی غلامی کو ایسا ٹھکرایا کہ آج رحمہ اللہ کے مستحق بن رہے ہیں اور زمانے کو بزبان حال خود اور ابن سناء الملک کو بزبان قال یوں مخاطب کیا۔

(۱) وانک عبدی یا زمان واننی

(۲) علے الرغم منی ان اری لک سیدا

(۳) وما انا راض اننی واطی الثری

(۴) ولی همة لا ترتضی الافق مقصدا

عموماً شاعر و مصنف کا طریقہ انا نیتی ہوتا ہے۔ادیب، شاعر، مصوّر اور اہل قلم کی خصوصیت ہی انا نیت ہوتی ہے جس سے فکری انفرادیت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ ایک قدرتی سرجوش ہے جسے دبانہیں جا سکتا اور کوئی دبائے بھی تو اور زیادہ اُبھرنے لگتی ہے تاہم ان انا نیتی ادبیات میں بھی فانی صاحب ’’میں‘‘ کی جگہ لفظِ فانی استعمال فرماتے تھے۔ ع فانی بیچارہ وہ واقفِ و دانائے راز

فانی صاحب کی دارالعلوم حقانیہ سے خوب وابستگی اور گہرے تعلقات تھے سفر وحضر صحت وعلالت، عسر ویسر الغرض کسی بھی حالت میں حقانیہ کو فراموش نہ فرمایا حقانیہ سے وابستگی کا اندازہ فانی صاحب کے وڈیو کلپ سے ہوتا ہے کہ ایام علالت میں ہسپتال ہی سے طلباء کو کچھ نصیحتیں، یاداشت اور وصیت جاری فرمایا اور حضرت مہتمم صاحب اور ان کے خاندان کی جانب سے احسان مندی کا اقرار محبت کیا

کیا شاخ گل پہ پھول کی بیٹھی ہے عندلیب
ایسا نہ ہو کہ چشم فلک کو برا لگے

آپ کی وفات سے ادبی میدان کا اگر چہ ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے مگر سب سے زیادہ تعزیت کے مستحق جامعہ حقانیہ کے مہتمم صاحب ہیں کہ وہ ایک کامیاب مدرس ادیب اور شاعر سے محروم ہو گئے ہیں لیکن اس بات

سے تسلی ملتی ہے کہ اگر بہار میں پھولوں سے درخت لد جاتے ہیں، خزاں میں غائب ہو جاتے ہیں پھر جونہی موسم کا دَور پلٹتا ہے دوبارہ آموجود ہوتے ہیں مگر موسمی پھولوں کے پودوں کا شیوۂ یک رنگی و یک ساختگی دیکھئے کہ جب ایک مرتبہ دنیا کو پیٹھ دکھا دی تو دوبارہ مڑ کے دیکھنا نہیں چاہتے۔اسی طرح انسان کی حقیقت بھی ہے:

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
رو پس نکرد ہر کہ ازین خاکدان گذشت

یعنی زمانے کا رویّہ دوبارہ دیکھنے کے قابل نہیں ہے اس لئے جو دُنیا سے ایک دفعہ چلا گیا اس نے دوبارہ مڑ کر نہیں دیکھا۔

بہر حال فانی صاحبؒ نے فانی زندگی کے چند ایام گزارے اور فانی دُنیا کو خیر باد کہا اور آخری بیان میں راقم نے خود سُنا کہ فرمایا **اللھم الحقنی بالر فیق الاعلیٰ**

آخر میں فانیؒ صاحب کے ادبی ذوق لحاظ رکھتے ہوئے ان کی وفات کے متعلق تین ایسے جملے تحریر کئے جاتے ہیں جن سے ابجد کے حساب سے ان کا ہجری ،عیسوی اور بکرمی سن وفات نکلتا ہے۔

سن لو کہ بے شک فانی صاحب میدانِ علمِ ادب کے شہسوار تھے ....(2014 عیسوی)

سن لو کہ بے شک جناب فانی صاحب میدانِ علمِ ادب کے شہسوار تھے......(2070 بکرمی)

حافظ سردار اکبر صاحب کے دُعائیہ جملے بھی نذر قارئین کرتا ہوں کہ ان سے بھی ابجد کے حساب سے سن وفات نکلتا ہے

یا اللہ، یا لطیف ،یا ھادی ،یا حی ،یا قیوم ،فانی صاحب کا مرقد نورانی بنادے 1435

یا اللہ ،یا وہاب ،یا علیم ،یا حلیم ،یا حی ،یا قیوم ،فانی صاحب کا برزخ نورانی بنادے 2014

یا حسیب ،یا ولی ،فانی صاحب کے درجات بلند فرما 1435

یا اللہ یا معید فانی صاحب کی خدمات کو قبول فرما 2014

☆ ☆ ☆

ہائے فانیؔ گردش دوراں کی کج رفتاریاں
حسرتوں کی وہ چتائیں یاد آتی ہیں مجھے

(فانیؔ)